انتقاد کے لئے
کتاب کے دو نسخے
آنا ضروری
ہے

انتقاد

شمس المعارف

صفحات : ۷۶۸

کتابت و طباعت : مناسب ۔تیسرا ایڈیشن جس میں دوسرے ایڈیشن پرا ضافہ ہے ۔

قیمت : بارہ روپیہ ۔ ملنے کا پتہ : مرکز علوم اسلامیہ ۔ ۵ ۔ گارڈن ۔ کراچی ۔

یہ کتاب مولانا شاہ محمد سلیمان پھلواروی مرحوم کے ان مکاتیب کا مجموعہ ہے جو انہوں نے اپنے پچاس سے زیادہ عزیزوں، مریدوں اور دوستوں کو تحریر کئے تھے ، مکاتیب کے شروع میں تین مقالات ہیں پہلا مولانا شاہ محمد جعفر ندوی پھلواروی صاحب کا مقالہ بعنوان "کچھ مکاتیب اور صاحب مکاتیب کے متعلق"۔ دوسرا مولانا سید حسن مثنیٰ صاحب کا بعنوان "حضرت شاہ محمد سلیمان کون تھے"! اور تیسرا مولانا شاہ غلام حسنین پھلواروی صاحب کا بعنوان " صاحبِ مکاتیب کے شیوخِ طریقت"۔ تینوں تعارفی مقالات صاحبِ مکاتیب کی جامع شخصیت پر روشنی ڈالنے میں مدد پہنچاتے ہیں۔

مرحوم شاہ محمد سلیمان صاحب نہ صرف شریعت و طریقت میں خوشگوار امتزاج کے خواہاں تھے بلکہ وہ تدوینِ فقہ جدید کی ضرورت کا شدید احساس رکھنے والے مجتہد بھی تھے ۔ انھوں نے اپنے ماحول اور مقتضیاتِ زمانہ کو ملحوظ رکھتے ہوئے اسلامی تعلیمات کو سمجھنے اور سمجھانے کی جو صلاحیت پائی تھی یہ مجموعۂ مکاتیب اسی کا آئینہ دار ہے ۔ ان کے ہاں تصوف کی بعض اصطلاحات کی نہایت معنی خیز و عمل انگیز تاویل ملتی ہے ۔ وہ خلقِ خدا کو گوشہ نشینی یا گورکھ دھندوں میں اُلجھانے کے بجائے مقصد کے تحت معرکۂ حیات میں مسلسل حصہ لینے اور خیر کو شر پہ غالب کرنے میں پورا پورا الیقین رکھتے تھے ۔

مرحوم سکوں پسندیٔ راہب سے بیزار اور رامت کو تصوف میں رائج ہو جانے والے اوہام و خرافات سے نکالنے کے پُر زور حامی تھے۔ تصوف میں مرحوم کے کمال کی شہادت کے لئے اتنا کافی ہے کہ علامہ اقبال مرحوم اس موضوع سے متعلق اپنے شکوک و شبہات دور کرنے کے لئے ان سے رجوع کرتے تھے

مرحوم کے مکاتیب میں جا بجا قرآن مجید کے مطالعہ اور اس میں غور و فکر کرنے کی تاکید ملتی ہے، وہ قرآن مجید کی روزانہ تلاوت کرنے، اُسے سمجھ کر پڑھنے کے لئے اپنے اعزہ و مریدین کو صرف یہی ہدایت نہیں کرتے کہ وہ عربی زبان سیکھیں بلکہ عربی ادب و شاعری کا عمدہ مذاق بھی ضروری قرار دیتے ہیں۔

مرحوم ماہر تعلیم تھے، اور مسلمانوں میں تعلیم کی ترویج ان کا دلچسپ مشغلہ تھا، اس ضمن میں سرسید مرحوم سے تعاون ایجوکیشنل کانفرنس اور ندوۃ العلماء کی سرپرستی قابلِ ذکر اُمور ہیں، کفر کا فتویٰ خود تو کسی کو نہ دیا لیکن جب ایجوکیشنل کانفرنس والوں پر بعض مولویوں کی طرف سے کفر کا فتویٰ لگایا گیا تو برہم عوام کے ایک اجتماع میں یوں مخاطب ہوئے:

"صاحبو! کچھ مولویوں نے کانفرنس والوں پر کفر کا فتویٰ لگایا ہے لیکن نواب محسن الملک تو مہدی ہیں (ان کا نام مہدی علی تھا) مہدی کو بھلا کون مسلمان دجال کہے گا۔ اب رہا میں، تو بھئی تمہارے سامنے دو دو فتوے ایک پر ایک رکھے ہیں، ان میں سے جسے چاہو بلا تامل قبول کر لو، تمہیں اختیار ہے ایک فتویٰ مولوی صاحبان کا ہے اور دوسرا اللہ میاں کا، اور اللہ میاں فرماتے ہیں کہ: وما کفر سلیمان ولکن الشیاطین کفروا (سلیمان نے کوئی کفر نہیں کیا بلکہ شیطانوں نے کفر کیا)"

ذیل میں ہم مرحوم کے مکاتیب سے کچھ نمونے پیش کرتے ہیں:

اپنے ایک خط میں تحریر کرتے ہیں:

"اے عزیز! ایک عارف شیخ سے ان کے مرید نے کہا کہ کچھ وصیت فرمائیے، اُنہوں نے فرمایا کوئی نئی وصیت کہاں سے لاؤں؟ خدا کی قدیم وصیت پر غور کرو، اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

ولقد وصینا الذین اوتوا الکتب من قبلکم وایاکم ان اتقوا اللہ۔

(ہم نے تم کو اور تم سے پہلے اہلِ کتاب کو یہی وصیت کی ہے کہ تقویٰ اللہ اختیار کرو۔)

پس اے عزیز! تقویٰ اختیار کرو اور اللہ تعالیٰ کے محبوب بن جاؤ۔ ان اللہ یحب المتقین۔ (اللہ اہلِ تقویٰ کو دوست رکھتا ہے) ارشاد فرمایا گیا ہے۔

اے عزیز! تقویٰ اختیار کرو اور برگزیدہ قوم بن جاؤ۔ "ان اکرمکم عند اللہ اتقکم (تم میں سب سے بزرگ وہی ہے جو سب سے زیادہ متقی ہے) فرمایا گیا ہے۔

اے عزیز! تقویٰ اختیار کرو تمہاری مصیبتیں دور ہو جائیں گی اور غیب سے روزی ملے گی، اس لئے کہ فرمایا گیا ہے:

ومن یتق اللہ یجعل لہ مخرجاً ویرزقہ من حیث لا یحتسب (جو تقویٰ اللہ اختیار کرے گا اس کے لئے اللہ کوئی سبیل پیدا فرما دے گا اور اسے ایسے راستہ سے روزی دے گا جو اس کے وہم وگمان میں بھی نہ ہو۔)

اے عزیز! تقویٰ اختیار کرو، تمہارے دشمن تمہارا کچھ بھی نہ بگاڑ سکیں گے۔ ارشاد ہوتا ہے:

وان تصبروا وتتقوا لا یضرکم کیدھم شیئا (اگر تم صبر اور تقویٰ سے کام لوگے تو دشمنوں کی تدبیریں تمہیں کوئی نقصان نہ پہنچا سکیں گی۔)

اے عزیز! تقویٰ اختیار کرو اور خدا کے قرب ومعیت کے امیدوار رہو، ارشاد ہوتا ہے:

ان اللہ مع الذین اتقوا والذین ھم محسنون (اللہ متقیوں اور نکوکاروں کے ساتھ ہے)

اے عزیز! تقویٰ اختیار کرو، تمہاری سب نیکیاں مقبول ہو جائیں گی۔ ارشاد ہوتا ہے:

انما یتقبل اللہ من المتقین (اللہ متقیوں کے عمل کو قبول کرتا ہے)

اے عزیز! تقویٰ اختیار کرو تمہارے سب کام سدھر جائیں گے اور سب گناہ صاف ہو جائیں گے۔ ارشاد ہوتا ہے:

یا ایھا الذین آمنوا اتقوا اللہ وقولوا قولاً سدیداً یصلح لکم اعمالکم ویغفر لکم ذنوبکم (اے مسلمانو! تقویٰ اختیار کرو اور کھری بات کہو تو اللہ تمہارے اعمال کی اصلاح کرے گا اور تمہارے گناہوں کی پوشش فرمائے گا۔)

اے عزیز! تقویٰ اختیار کرو اور خدا کی طرف سے بشارت دنیا وآخرت میں حاصل کرو۔ ارشاد ہوتا ہے:

الذین آمنوا وکانوا یتقون لھم البشریٰ فی الحیوٰۃ الدنیا وفی الآخرۃ (جو لوگ ایمان لائے اور تقویٰ اختیار کیا ان کے لئے دنیا اور آخرت دونوں میں خوشخبری ہے)

اے عزیز! تقویٰ اختیار کرو، شیطانی پھندے سے جلد نکل جاؤ گے اور غفلت کا پردہ تمہاری آنکھوں سے ہٹ جائے گا، ارشاد ہوتا ہے:

ان الذین اتقوا اذا مسھم طائف من الشیطان تذکروا فاذا ھم مبصرون

(متقیوں کو جب شیطانی گروہ مس کرتا ہے اور انھیں تنبہ ہو جاتا ہے تو ان کی آنکھیں ہو جاتی ہیں)

اے عزیز! تقویٰ اختیار کرو، اس سے تم کو فلاح نصیب ہوگا، ارشاد ہوتا ہے:

واتقوا اللہ لعلکم تفلحون۔ (تقویٰ اللہ اختیار کرو تاکہ تم فلاح پاؤ)

اے عزیز! تقویٰ اختیار کرو جس سے تم اپنے مولیٰ کے شکر گزار ہو گے۔ ارشاد ہوتا ہے:

فاتقوا اللہ لعلکم تشکرون (تقوی اللہ اختیار کرو تاکہ تم شکر گزار بن جاؤ)

یہ تقویٰ کے فضائل و فوائد و منافع ہیں۔ اب غور طلب یہ امر ہے کہ تقویٰ کے لئے کون سا زمانہ مناسب ہے؟ پس اے عزیز! ہم مسلمانوں کے یہاں تو عاقل و بالغ ہونے سے آخر زندگی تک ہمیشہ متقی ہی رہنا چاہئے۔ تقویٰ عین اسلام ہے۔ اور ارشاد ہوتا ہے:

ولا تموتن الا وانتم مسلمون (جب تم مرو تو تمہاری موت اسلام پہ ہو)"

اپنے ایک خط میں تحریر کرتے ہیں:

"اے عزیز! اب رہی ہندوستان کی مروجہ پیری و مریدی اور بالخصوص ہمارے صوبہ بہار کی تو اس کے متعلق اسی قدر کہوں گا کہ عموماً یہ پیری مریدی محض رسم اور اپنے حلقے کی توسیع اور ذریعۂ رزق ہے۔ اس کو للہیت اور خدا پرستی سے کیا سروکار؟ اور اگر کچھ لوگوں سے اجازت صحیح بھی ہو تو وضع الشیء فی غیر محلہ (کسی چیز کو بے محل جگہ پر رکھنا) کی وجہ سے اپنی اصل حیثیت پر قائم نہیں۔ پھر ان لوگوں کو پیری مریدی سے کیا نسبت۔ پیرزادے ہوں یا صاحب سجادہ ہوں جب تک ان کی مدد شیخ پر نہیں تو ان کے پیری و مریدی بھی صحیح نہیں۔

فخلف من بعدھم خلف اضاعوا الصلوٰۃ واتبعوا الشھوات فسوف یلقون غیا

(ان کے بعد ان کے ایسے ناخلف جانشین آئے جنہوں نے صلوٰۃ کو ضائع کیا اور خواہشوں کی پیروی کی، لہذا وہ عنقریب نامرادی و بربادی سے دوچار ہوں گے)

پھر انھیں غور کرنا چاہیئے"

اپنے ایک خط میں تحریر کرتے ہیں:

"شریعت، طریقت، حقیقت اس طرح سے باخود ہا مسلسل و وابستہ ہیں کہ ان میں جدائی ہو ہی نہیں سکتی۔ شریعت زاد راہ سفر اور اس کے ساز و سامان کا نام ہے۔ طریقت اس زاد راہ سفر کے ساتھ راستہ چلنا اور منزلیں طے کرنا ہے۔ حقیقت منزل مقصود پر پہنچ جانا ہے۔ پس کیا کوئی عاقل بغیر ساز و سامان سفر قطع منازل اور سفر کو پسند کرتا ہے اور بغیر سفر و قطع منازل کیا کوئی منزل مقصود تک پہنچ سکتا ہے؟ ہرگز نہیں، ہرگز نہیں۔ بس اب سمجھ لو کہ بغیر شریعت طریقت نہیں۔ اور بغیر طریقت حقیقت و معرفت نہیں۔

جو صاحب اس کی مخالفت کریں خواہ پیرزادے ہوں یا مشائخ میں سے، اپنے کو قادری کہیں یا چشتی نقشبندی بنیں، سہروردی فردوسی کہلائیں یا ابوالعلائی، یہ لوگ درحقیقت ملحد و زندیق ہیں۔ اور ان مقدس ناموں کو بدنام کرتے ہیں۔ یہ میرا فتویٰ نہیں ہے بلکہ حضرت شرف جہاں مخدومنا شیخ شرف الدین یحییٰ منیری قدس سرہٗ کا فتویٰ ہے، وہ اپنے ایک مکتوب میں فرماتے ہیں:

"واجب است کہ راہ طریقت بموافقت شریعت برود، ہر کرا بینی در طریقت موافق شریعت نبود اورا از طریقت ہیچ فائدہ نبود۔ آں مذہب ملحداں است کہ قیام یکے بے دیگرے روا دارند و گویند چوں حقیقت کشف شد شریعت برخیز و برآں اعتقاد لعنت باد۔ ظاہر بے باطن نفاق است و باطن بے ظاہر زندقہ است۔ ظاہر شریعت بے باطن نقص است۔ و باطن بے ظاہر ہوس۔ ظاہر با باطن پیوستہ است در اصل کہ ہیچ کس جدا نہ کردہ است۔

لا الٰہ الا اللہ حقیقت است و محمد رسول اللہ شریعت است۔ اگر کسے خواہد در حالت صحت ایمان یکے را از دیگرے جدا کند نتواند و خواستنش باطل بود۔"

حضرت مخدوم قدس سرہٗ نے فرمایا کہ "محمد رسول اللہ شریعت ہے" اس فرمان نے اس امر کو صاف ظاہر کر دیا کہ جس نے شریعت کو چھوڑا اور امور شرعیہ کی پروا نہ کی وہ درحقیقت حضور محمد رسول اللہ سے بے سروکار ہو گیا۔ اور اب وہ محمدی نہیں باقی رہا، کسی ولی و بزرگ کا نام جپے سب بے کار و برباد

ہے ؎ عزیزے کہ از درگہش سر بتافت
بہر در کہ شد ہیچ عزت نیافت

اب اس طریقت و شریعت و حقیقت کو ایک دوسرے عنوان سے سمجھو۔ شریعت زینہ ہے، طریقت زینے پر چڑھنا اور اس کے منازل طے کرنا، حقیقت اس زینے پر چڑھ کر قصرِ مقصود پر پہنچنا۔ اب غور کرو بغیر درستگی و مضبوطی زینہ، اور بغیر ان سیڑھیوں کے طے کئے ہوئے کیا کوئی بامِ مقصود پر پہنچ سکتا ہے؟ ہرگز نہیں۔ ہاں یہاں یہ شبہ ہوتا ہے کہ جب قصرِ مقصود پر آگئے تو اب زینے کی کیا حاجت باقی رہی؟ اس کا جواب یہ ہے کہ عارف ہمیشہ ایک حالت پر نہیں رہتا۔ اور نہ ایک مقام میں مستقر، بلکہ ساعت فساعتہٗ[1] ؎ اگر درویش بر حالے بماندے
سردست از دو عالم بر فشاندے

کبھی عروج ہے کبھی ہبوط، غرض چڑھاؤ اُتار ہوتا ہی رہتا ہے۔ پس اگر زینہ توڑ دیا گیا تو نزول و رجوع کی کیا صورت ہوگی؟ بجز اس کے کہ دفعتہً ہلاک و برباد ہو جائے۔ اعاذنا اللہ عنہ (اللہ ہمیں اس سے بچائے)۔

ہم امتِ محمدیہ فقط مہتدی ہی نہیں، بلکہ ہادی بھی ہیں پس اگر زینہ برباد کر دیا گیا تو دوسرے کو اس مقامِ رفیع تک کیوں کر پہنچائیں گے؟

فالشریعۃ شعاری والطریقۃ دثاری (پس شریعت میرا شعار اور طریقت میرا اوڑھنا ہے)"
اپنے ایک خط میں تحریر کرتے ہیں:

"کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: من احدث فی امرنا ھذا مالیس منہ فھو رد" (جو میرے دین میں کوئی ایسی چیز نکالے جس کو دین تعلق نہیں وہ قابلِ قبول نہیں)

پس اے عزیز! ہم لوگوں کو ہمیشہ اپنا مدنظر قرآن و حدیث ہی کو رکھنا چاہیئے۔ متاخرین متشیخین نے تو بدعات کا انبار لگا دیا ہے کہاں تک اس کی کھینچ تان کی جائے اور تاویلات کا دروازہ کس قدر وسیع کیا جائے؟ پس بہتر یہی ہے کہ ہم ان باتوں سے قطعِ نظر کریں۔

---

[1] گھڑی گھڑی کیفیات بدلتی رہتی ہیں۔

تلک امۃ قد خلت لہا ما کسبت و علیہا ما اکتسبت (وہ امت تھی جو گزر گئی۔ جو کام اس نے اچھے کئے اس کا اجر اور جو بُرے کئے اُن کا وبال اسی پر ہوگا)

اور چونکہ ہم محمدی خالص ہیں اس لئے ہمیں بجز قرآن و حدیث کے کسی اور دستور العمل سے کامیابی نہیں ہو سکتی۔ حضرت غوث صمدانی قطب ربانی محی الدین شیخ عبدالقادر جیلانی قدس اللہ نفسہٗ نے کیا خوب فرمایا ہے:

لیس لنا نبی غیرہ فنتبعہ ولا کتاب غیر القرآن فنعمل بہ لا تخرج عنہما فتہلک والسلامۃ مع الکتاب والسنۃ والہلاک مع غیرہما وبہما یرتقی العبد الی حالۃ الولایۃ والبدلیۃ والغوثیہ (حضور صلعم کے سوا اب کون ہے جس کا ہم اتباع کریں؟ اور قرآن کے سوا اب دوسری کیا چیز ہے جس پر ہم عمل کریں؟ پس اے لوگو! ان دونوں حلقوں سے باہر نہ نکلو ورنہ ہلاک ہو جاؤ گے۔ اور سمجھ لو کہ تمہاری سلامتی تو قرآن و حدیث کے ساتھ ہے۔ اور غیروں کے ساتھ تمہاری ہلاکی و بربادی ہے۔ اور بندۂ مومن اسی قرآن و حدیث کے ذریعے سے مرتبۂ ولایت اور مرتبۂ ابدالیت اور مقام غوثیت تک پہنچتا ہے)

اے عزیز! ان مقدس نورانی کلمات کے سننے کے بعد کوئی خلافِ شریعت مشائخ کا کیوں کر معتقد ہو سکتا ہے؟ پس اب سمجھو کہ چوڑیاں پہننا، گھنگھرو باندھنا، نیلا، پیلا کپڑا پہن کر ناچنا، تھرکنا، گرز لگانا یہ سب رسومات جاہلانہ ہیں۔ ان کو درویشی سے کیا واسطہ؟ سالاری ہو یا مداری، اپنے آپ کو قادری کہے یا چشتی، جب شریعتِ محمدیہ سے علیحدہ ہے اور خلافِ شرع باتوں کو درویشی و معارف سمجھتا ہے تو ہم اسے ملحد و زندیق سمجھنے پر مجبور ہیں۔

حضرت غوث الثقلین فتوح الغیب میں فرماتے ہیں: کل حقیقۃ لا یشہد لہا الشرع فہو زندقہ (جس چیز کی تائید شریعت سے نہ ہو وہ زندقہ ہے)۔

اور حضرت ابو سلیمان دارانی رحمۃ اللہ علیہ سے منقول ہے کہ آپ فرمایا کرتے تھے کہ:

"اے سالکین! تم اپنے تمام معارف و مکشوفات کو کتاب و سنت پر پیش کرو، اگر وہ گواہی دیں تو قبول کرو ورنہ غلط سمجھو"

اور خود حضرت غوث الثقلین فرماتے تھے "اتبعوا ولا تبتدعوا" (اے لوگو! اتباعِ رسولؐ

کرد اور بدعتی نہ بنو) اور یہ جاہل جو شریعت کے پابند نہیں اور نماز فرائض بھی ادا نہیں کرتے مگر وظیفہ خوانی کرتے ہیں اور تسبیح ہلاتے ہیں، "عوام کالانعام" ان باتوں سے ان کے معتقد ہو جاتے ہیں۔ مگر حقیقت میں یہ وظیفے خوانی ان کی کبھی قابلِ قدر نہیں۔ اور نہ انہیں کو کسی نوعیت سے مفید۔ حضرت پیرانِ پیر قدس سرہٗ فرماتے ہیں؛

ینبغی للمؤمن ان یشتغل اولاً بالفرائض فاذا فرغ منها اشتغل بالسنن ثم یشتغل بالنوافل والفضائل۔ فما لم یفرغ من الفرائض فالاشتغال بالسنن حمق ورعونة فان اشتغل بالسنن والنوافل قبل الفرائض لم یقبل منه واُهین۔

(مومن کو سزاوار ہے کہ پہلے فرائض کی طرف متوجہ ہو۔ اس سے فارغ ہونے کے بعد سنتوں کو پورا کرے، پھر ان سے فارغ ہو تو نفل وغیرہ کی طرف متوجہ ہو۔ بغیر ادائے فرض سنتوں میں مشغولی محض حماقت ہے اور نفل کی جانب بلا ادائے سنت و فرض متوجہ ہونا محض غیر مفید، غیر مقبول بلکہ ذلت و خواری ہے۔)

اے عزیزو! تم لوگ اِن اصول کا خیال رکھو۔ عرس و قل و مجلس سماع یا وعظ و مولود میں شب بسر کرنا اور نمازِ عشاء و تہجد و فرض صبح کو کھو بیٹھنا کیوں کر مفید ہو سکتا ہے۔؟

سنو! میرے ایک اخص عزیز نے اس سال حزب البحر کی زکوٰۃ کی اجازت چاہی اور اعتکاف بیٹھنے کو تیار ہو گئے۔ مگر میں نے ان کو اجازت نہ دی۔ اس لئے کہ وہ فرض نماز کے پابند نہ تھے۔ پھر ان کو اعتکاف و حزب البحر کیا مفید ہو سکتا تھا۔ یہ بھی ایک بوالہوسی ہے اور غلط تمنا۔ یہ لوگ یہ نہیں سمجھتے کہ جس چیز کو شروع کریں اس کو شرائط کے ساتھ پورا کرتے رہیں۔ میں نے بہت لوگوں کو دیکھا ہے کہ جب اُنہوں نے ایسے اعمال کا انتظام کیا اور چھوڑ بیٹھے تو نکبت میں گرفتار ہوئے۔ اس کی وجہ بزرگوں سے میں نے یوں سُنی ہے کہ جب مومن کوئی نیک عمل شروع کرتا ہے تو رحمت کے فرشتوں کا نزول ہوتا ہے۔ پھر جب اس نے چھوڑ دیا تو وہ رحمت کے فرشتے اس پر نفرین کرتے ہیں جو موجب نکبت ہوتا ہے۔"

اپنے ایک خط میں تحریر کرتے ہیں:

"اور انبیاء اور اولیاء اس لئے بنائے گئے کہ آدمیوں کو اس محبوبِ حقیقی کا عاشق شیدا بنائیں اور پیری مریدی و ارشاد و ترشید فقط اسی غرض کے لئے ہے کہ مطلوب و محبوب حقیقی تک شرف باریابی

ہو۔ اور حاشا و کلا انبیاء و اولیاء کا یہ مقصود نہیں کہ اپنے سے اُلجھائے رکھیں یا خود مقصود بالذات و محبوب حقیقی بن بیٹھیں۔ معاذ اللہ من ذالک۔"

اپنے ایک خط میں تحریر کرتے ہیں:

"خوب یاد رکھو کہ فہم قرآن شریف بغیر مذاق عربیت محض قال اقول اور کان یکون سے ممکن نہیں اس لئے قدماء کو صدہا اشعار جاہلیت کے یاد ہوتے تھے۔ ادراک معارفِ قرآنیہ و حدیثیہ کے واسطے علم ادب و اشعار میں کمال جانفشانی کرتے تھے، مقدمہ ابنِ خلدون میں اس کے وجوہات بہ لبسط تمام مندرج ہیں۔"

ہماری نظر میں تصوف کی اصطلاحات، کلام کی تاویلات، اور فقہی مکاتب نیز ان کے اجتہادات، سلف کی تفاسیر قرآن و تشریح حدیث نبویؐ اپنے اپنے زمانوں کے مقتضیات کے مطابق دین کو سمجھنے اور سمجھانے کی کوششیں ہیں جن سے آنے والی نسلیں استفادہ تو کر سکتی ہیں لیکن ان پہ اکتفاء نہیں کر سکتیں اگر ہمیں اس تیز رفتار زمانہ میں اسلام کو بلند کرنا ہے تو سلف صالحین کا طرزِ عمل اختیار کرتے ہوئے قرآن و سنت سے اپنے زمانہ کے تقاضوں کا مناسب حل نکالنا ہوگا، خواہ اس سلسلہ میں ہمیں تصوف، کلام اور فقہ پر ایک تنقیدی نظر ہی کیوں نہ ڈالنا پڑے۔

مختصر یہ کہ ہم تصوف و فقہ کی قدیم مصطلحات کے گورکھ دھندوں میں اُلجھنے یا ان کی لایعنی تاویلات کرنے سے ہزار درجہ بہتر یہ سمجھتے ہیں کہ قرآن و سنت سے براہِ راست اپنے ان مسائل کا حل نکالیں جن پر آج ہماری زندگی اور موت کا دار و مدار ہے۔

اقبال (سہ ماہی مجلہ بزم اقبال)

مدیر اعزازی: محمد سعید شیخ

مدیر معاون: گوہر نوشاہی

سالانہ چندہ: دس روپیہ (فی پرچہ دو روپیہ پچاس پیسے)

پتہ: بزم اقبال۔ کلب روڈ۔ لاہور (مغربی پاکستان)

بزمِ اقبال کی طرف سے سترہ سال سے شائع ہونے والا یہ ادبی و تحقیقی سہ ماہی مجلہ " اقبالیات " کے علاوہ علم و ادب کی جو بیش قیمت خدمات انجام دے رہا ہے وہ علمی و ادبی حلقوں میں کسی تعارف کی محتاج نہیں، بعض انتظامی مجبوریوں کے باعث پچھلے سال (۱۹۶۹ء میں) شائع نہ ہو سکا تھا، لیکن اب پچھلے سال کے چاروں شمارے ایک ساتھ اپنی پہلی روایتی شان سے شائع ہو چکے ہیں، یوں تو ان شماروں کا ہر مقالہ اپنی جگہ مفید و معلومات افزا، اور ادبیات و اسلامیات و اقبالیات میں ایک مستقل حیثیت کا حامل ہے اور کرشمہ دامن دل می کشد کہ جا اینجاست کا مصداق ہے، تاہم جنوری ۶۹ء کے شمارہ میں " غالب شاعرِ جاوداں " اور اپریل ۶۹ء کے شمارہ میں جناب غلام رسول مہر صاحب اور گوہر نوشاہی صاحب کے دیوانِ غالب سے متعلق تحقیقی مقالات " غالبیات " میں گرانقدر اضافہ ہیں۔

ڈاکٹر محمد شمس الدین صدیقی صاحب کا مقالہ " ادبی تنقید کیا ہے؟ " فنِ تنقید کا ایک متوازن جائزہ ہے۔

ڈاکٹر سید محمد اکرم صاحب نے " پیام مشرق " کے عنوان سے علامہ اقبال کے اس دیوان پر عمدہ تبصرہ کیا ہے اور گوئٹے کے " دیوان غربی و شرقی " کی بعض نظموں کا علامہ اقبال کی جوابی نظموں سے تقابلی مطالعہ کیا ہے جو نہایت دلچسپ اور معنی آفریں ہے۔ اس مضمون میں گوئٹے کے بعض اعترافات بھی آ گئے ہیں جو اس کی سلامتی طبع اور اسلام پسندی کا ثبوت ہیں، مثلاً وہ کہتا ہے:

> " اگر اسلام کے معنی اپنے اُمور اور ارادوں کو خدا کے سپرد کرنے کا نام ہے تو ہم سب مسلمان ہیں اور مسلمان ہی مریں گے "

قرآن پاک کے متعلق گوئٹے لکھتا ہے:

> " بعض لوگ قرآن کو قدیم اور بعض حادث تصور کرتے ہیں، مجھے اس راز کا علم نہیں اور نہ ہی میں اسے جاننا چاہتا ہوں کیونکہ میرا تو یہی ایمان ہے کہ قرآن اللہ کا کلام ہے اور مسلمان کے لئے بس اتنا ہی کافی ہے "

——————— (عبدالرحمان طاہر سورتی)